أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

Ayat No 1

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٩

Yaaa ayyuhal lazeena aamanoo la tulhikum amwaalukum wa laa awlaadukum 'anzikril laah; wa mai-yaf'al zaalika fa-ulaaa'ika humul khaasiroon

(63 AlMunafiqun Verse 09 المنافقون ایت 09)

ترجمہ تفہیم القرآن

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔
جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔(9)

تفسیر تفہیم القرآن

سورۃ الْمُنٰفِقُوْن 17

اب تمام ان لوگوں کو جو دائرہ اسلام میں داخل ہوں، قطع نظر اس سے کہ سچے مومن ہوں یا محض زبانی اقرار ایمان کرنے والے، عام خطاب کر کے ایک کلمۂ نصیحت ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔ یہ بات اس سے پہلے ہم کئی مرتبہ بیان کر چکے ہیں کہ قرآن مجید میں اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ سے کبھی تو سچے اہل ایمان کو خطاب کیا جاتا ہے، اور کبھی اس کے مخاطب منافقین ہوتے ہیں کیونکہ وہ زبانی اقرار ایمان کرنے والے

ہوا کرتے ہیں، اور کبھی ہر طرح کے مسلمان بالعموم اس سے مراد ہوتے ہیں۔ کلام کا موقع و محل یہ بتادیتا ہے کہ کہاں کونسا گروہ ان الفاظ کی مخاطب ہے۔

سورۃ الْمُنٰفِقُوْن 18

مال اور اولاد کا ذکر تو خاص طور پر اس لیے کیا گیا ہے کہ انسان زیادہ تر انہی کے مفاد کی خاطر ایمان کے تقاضوں سے منہ موڑ کر منافقت، یا ضعف ایمان، یا فسق و نافرمانی میں مبتلا ہوتا ہے، ورنہ در حقیقت مراد دنیا کی ہر وہ چیز ہے جو انسان کو اپنے اندر اتنا مشغول کرلے کہ وہ خدا کی یاد سے غافل ہو جائے۔ یہ یاد خدا سے غفلت ہی ساری خرابیوں کی اصل جڑ ہے۔ اگر انسان کو یہ یاد رہے کہ وہ آزاد نہیں ہے بلکہ ایک خدا کا بندہ ہے، اور وہ خدا اس کے تمام اعمال سے باخبر ہے، اور اس کے سامنے جا کر ایک دن اسے اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے، تو وہ کبھی کسی گمراہی و بد عملی میں مبتلا نہ ہو، اور بشری کمزوری سے اس کا قدم اگر کسی وقت پھسل بھی جائے تو ہوش آتے ہی وہ فوراً سنبھل جائے۔

تفسیر فی ظلال القرآن

اب اللہ تعالیٰ ان مومنین کو آخری بار پکارتا ہے، وہ مومنین جن کے رسول کو اور خود ان کو اللہ نے اپنی عزت سے معزز بنایا، اللہ کی طرف سے ان کی طرف اب اس سورت میں آخری ندا آتی ہے کہ وہ عزت اور شرف کے اس مقام تک بلند ہو جائیں اور منافقین کی تمام صفات اپنے اندر سے نکال دیں۔ اور مال اور اولاد سے بلند ہو کر شرف کا یہ مقام حاصل کریں، دیکھو دنیا کا کوئی مفاد، چاہے مال ہو یا اولاد ہو، تمہیں روک نہ دے۔ اگر انسان کا قلب زندہ نہ ہو تو مال اور اولاد انسان کو غافل کر دینے والے بن جاتے ہیں۔ یہ سامان لہو و لعب ہیں۔ قلب زندہ ہو گا تو معلوم ہو گا کہ انسان کا مقصد وجود کیا ہے۔ اسے معلوم ہو گا کہ

اللہ نے اسے پیدا کیا ہے اور اس کے اندر اپنی روح پھونکی ہے۔ اس کی روح کے اندر ایک ایسا روحانی شوق پیدا کیا جو انسان کو، انسانی طاقت کی حدود کے اندر، صفات الٰہیہ کا عکس دیتا ہے۔ یہ مال و اولاد تو دنیا کے عارضی انتظام اور دنیا میں رہنے کی حد تک، محدود ذمہ داریاں ہیں، جو انسان پر ڈالی گئی ہیں۔ اس لئے نہیں کہ یہ انسان کو آخرت کی اصل باقی اور دائمی زندگی سے غافل کر دیں اور انسان اللہ اور اللہ تک پہنچنے کے اعلیٰ مقصد کو بھلا ہی دے اور انسان وہ سبق بھلا دے جو عالم بالا سے اسے ملتا ہے۔ یوں وہ غافل ہو کر خسارے میں پڑ جائے۔

فاولئك هم الخسرون (36 : 9) ''جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔'' یوں ان کو پہلا خسارہ تو یہ ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ انسانی صفات بھلا دیتے ہیں۔ کیونکہ انسان مکمل انسان تب ہی بنتا ہے کہ اسے عالم بالا سے اتصال حاصل ہو اور جو شخص انسانیت ہی گنوا دے، اس نے گویا سب کچھ گنوا دیا۔ اس نے گویا اموال و اولاد کو بھی گنوا دیا۔

تفسیر تدبر القرآن

(یایها الذین امنوا لا تلهكم اموالكم ولا اولاد كم عن ذكر الله ومن یسل ذلك فاؤلیك هم الخسرون)(9)

(مسلمانوں کو تنبیہ)۔

یہ آخر میں مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ تم ان منافقوں کو روش کی تقلید نہ کرنا۔ ان کو مال و اولاد کی محبت نے خدا سے غافل کر دیا ہے۔ اب ان کے اندر آخرت کے لیے کچھ کرنے کا حوصلہ باقی نہیں رہا۔ اگر تم

بھی انہی کی طرح مال و اولاد کی محبت میں پھنس کر خدا اور آخرت کو بھول بیٹھے تو یاد رکھو کہ اصل نامرادی و محرومی یہی ہے۔ جو لوگ اللہ کو بھلا بیٹھتے ہیں وہ خود اپنے انجام کو بھلا بیٹھتے ہیں اور شیطان کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ سورۃ مجادلہ میں منافقین کے بارے میں فرمایا ہے۔

(اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ۔ (المجادلة : 58، 19) (ان پر شیطان نے قابو پا لیا ہے پس ان کو اللہ کو یاد سے غافل کر دیا ہے۔ یہی لوگ شیطان کی پارٹی ہیں اور سن لو کہ شیطان کی پارٹی ہی بالآخر نامراد ہونے والی ہے)۔

Ayat No 2

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَيَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِىۡۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝١٠

Wa anfiqoo mim maa razaqnaakum min qabli any-ya'tiya ahadakumul mawtu fa yaqoola rabbi law laaa akhkhartaneee ilaaa ajalin qareebin fa assaddaqa wa akum minassaaliheen

(63 AlMunafiqun Verse 10 المنافقون ایت 10)

ترجمہ تفہیم القرآن

جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور اُس وقت وہ کہے کہ ”اے میرے ربّ، کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا۔“ (10)

تفسیر تفہیم القرآن

تفسیر فی ظلال القرآن

ایک ہی آیت میں انفاق کے لئے بیشمار موثر اکساہٹیں **وانفقو..... رزقنکم**(36 : 01)''جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو''۔ یہ سمجھایا جاتا ہے کہ تمہارے ہاں رزق اور وسائل رزق جو آتے ہیں وہ کہاں سے آتے ہیں ؟ یہ اس اللہ کے ہاں سے آتے ہیں جس پر تم ایمان لائے ہو، اور جو تمہیں انفاق کا حکم دیتا ہے۔

من قبل ..... الموت(36 : 01)''قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے''۔ بس اس سے سب کچھ رہ جائے اور یہ اسکی اولاد یا دوسروں کے پاس چلا جائے۔ اور اگلے جہاں میں جب وہ تلاش کرے تو اسے آگے بھیجا ہوا کچھ نظر نہ آئے۔ یہ سب سے بڑی حماقت اور سب سے بڑا خسارہ ہے۔ پھر وہاں یہ تمنائیں کرے گا کہ اسے دوبارہ مہلت دی جائے اور وہ دوبارہ صالحین میں سے بن جائے گا۔ لیکن یہ تو محض تمنا ہی ہو گی۔

تفسیر تدبر القرآن

(وانفقوا من ما رزقنکم من قبل ان یاتی احد کم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب لانا صدق واکن من الصلحین)(10)

یہ اللہ تعالیٰ کی یاد کو زندہ رکھنے، مال واولاد کے فتنہ سے بچنے اور نفاق کے حملے سے محفوظ رہنے کا طریقہ بتایاہے کہ جو رزق اللہ نے تمہیں بخشاہے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی موت سے پہلے پہلے اس میں آخرت کے لیے جو کمائی کرنی ہے کرلے۔ایسانہ ہو کہ موت آدھمکے تب وہ حسرت کے ساتھ ہے کہ اب رب! تونے مجھے کچھ اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کرتا۔

اگرایسا کرسکتا تو میں بھی صالحین کے زمرہ میں ہوتا۔ سورۃ توبہ میں منافقین کے کردار کا یہ پہلو خاص طور پر نمایاں ہوا ہے کہ وہ بخل کے سبب سے اپنی مٹھیاں بھیچتے رہتے ہیں۔ جب یہ غریب تھے تو ہر جگہ یہ اپنے اس شوق اور اس تمنا کا اظہار کرتے تھے کہ اگر اللہ نے ہمارے حالات بھی سدھار دیے تو ہم اللہ کی راہ میں خوب خرچ کریں گے اور دین کی بڑی بڑخدمتیں کرکے صالحین میں اپنا نام روشن کریں گے لیکن جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کی تمنا پوری کردی تو منہ پھیر کر چل دیئے۔اس بخل کی پاداش میں خدا نے ان کے دلوں کے اندر نفاق کی جڑ ی جمادی اور صدقہ کرکے صالحین میں سے بننے کا جو موقع خدا نے تمہیں عطا کیا تھا وہ اس سے محروم ہوگئے۔ فرمایا ہے: (وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ۔ فَلَمَّاۤ اٰتٰهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ بَخِلُوۡا بِهٖ وَتَوَلَّوۡا وَّهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ۔ فَاَعۡقَبَهُمۡ نِفَاقًا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ)(التوبۃ۔ 9۔ 75، 77)

(اور ان میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے عہد کیا کہ اگر اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا تو ہم خوب صدقہ کریں گے اور صالحین میں سے ہوں گے۔ تو جب اللہ نے ان کو اپنے فضل میں سے عطا فرمایا وہ اس میں بخیل بن بیٹھے اور برگشتہ ہو کر منہ پھیر لیا تو اس کی پاداش میں خدا نے ان کے دلوں میں نفاق جما دیا۔) سورۃ حدید کی تفسیر میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ انفاق سے پہلو تہی کرنے والے اس دنیا ہی میں نفاق سے آلودہ ہو کر مومنین صالحین سے ممیز نہیں ہو جاتے بلکہ آخرت میں بھی وہ اس کے نتائج سے اس طرح دوچار ہوں گے کہ صورت حال ان کے لیے حسرت کا باعث ہو گی۔ دنیا میں صدقہ کرنے والے مردوں اور عورتوں کو اللہ تعالیٰ وہاں صالحین کے اس زمرہ کے ساتھ اٹھائے گا جس میں صدیقین اور شہداء ہوں گے اور نور جن کا ہم رکاب ہو کر جنت کی طرف رہنمائی کرے گا۔

منافق مرد اور عورتیں اس نور سے حصہ نہ پا سکیں گے۔ ان کے اور صالحین کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی۔ وہاں ان پر واضح کر دیا جائے گا کہ صالحین کے زمرہ میں شامل ہونے کی شرط انفاق اور صدقہ تھا جس سے دنیا میں انہوں نے گریز کیا۔ اس آیت میں آکن جو مضارع کی ساکن شکل ہے، کا عطف بظاہر فاصدق پر ہے جو منصوب ہے لیکن ہمارے نزدیک اصل میں (اکن من الصلحین) شرط مخدوف کا جواب ہے۔ اس کو کھول دیجئے تو مطلب یہ ہو گا کہ اگر میں یہ صدقہ کر سکتا تو نیکوکاروں میں سے بنتا (فاصدق) کی صورت میں چونکہ اس شرط کا قرینہ واضح تھا اس وجہ سے اسے حذف کر دیا گیا۔

Ayat No 3

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾

Wa lany yu 'akhkhiral laahu nafsan izaa jaaa'a ajaluhaa; wallaahu khabeerum bimaa ta'maloon

(63 AlMunafiqun Verse 03 المنافقون ایت 11)

ترجمہ تفہیم القرآن

حالانکہ جب کسی کی مہلت عمل پوری ہونے کا وقت آجاتا ہے تو اللہ کسی شخص کو ہر گز مزید مہلت نہیں دیتا، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے۔ (11)

تفسیر تفہیم القرآن

تفسیر فی ظلال القرآن

ولن یوخر ..... تعملون (36 : 11)

"اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے"۔ غرض ایک ہی آیت میں یہ مختلف قسم کی یاد دہانیاں ہیں۔ اور منافقین کی خصوصیات اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سازشوں کو بیان کرنے کے بعد یہ ہدایات بر محل تھیں۔ اب جبکہ مسلمان اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی صف میں اہل عزت کے ساتھ یکجا کھڑے ہیں۔

لہٰذا ان کا فرض ہے کہ وہ ایمان کے تقاضے پورے کریں۔ اللہ کو یاد کریں اللہ کی قوت امن کا سرچشمہ ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو قرآن کے ذریعہ تربیت دیتا ہے۔

(ولن یوخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا واللہ خبیر بما تعملون)(11)۔

یعنی جب موت کی گھڑی سر پر آجائے گی تو اس قسم کی حسرت، حسرت ہی رہے گی۔ اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ زندگی کی فرصت گزر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کسی کی مہلت نہیں دیا کرتا اور اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پتہ ہے کہ آج انفاق اور نیکی کی زندگی بسر کرنے کا جو عہد تم کر رہے ہو یہ بالکل بے حقیقت ہے۔ اگر تمہیں مزید مہلت بھی ملی تو تم وہی کرو گے جو اب تک کرتے رہے ہو۔ ان سطور پر اس سورۃ کی تفسیر بتوفیق ایزدی تمام ہوئی۔

(فللہ الحمد ولہ المنۃ)۔۔لاہور۔۔30۔مارچ 1978ء۔19 ربیع الثانی 1398ھ